حقیقت توحید

اَوْر

نجات اور ایمان بالانبیاءؑ

کا

باہمی ربط

از سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی (المسیح الموعودؑ)

الناشر

شعبہ دعوت وارشاد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

www.aaiil.org

حقیقت توحید

اور

نجات اور ایمان بالانبیاء

کا

باہمی ربط

ناشر　شعبہ دعوت وارشاد
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
لاہور

باراوّل　اکتوبر ۱۹۷۳ء
تعداد　ایک ہزار
مطبوعہ　امیند پریس لاہور

حضرت نبی کریم صلعم پر ایمان لانا ہی ذریعہ نجات ہے

بعض لوگوں کے اس خیال کا ذکر کرنے کے بعد کہ نجات کے لئے انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا ضروری نہیں توحید کو مان لینا نجات کے لئے کافی ہے ذیل میں سیدنا حضرت مرزا صاحبؑ انبیاءؑ پر ایمان لانے کی ضرورت اور اس کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے اس امر کو بپایہ ثبوت بہم پہنچاتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام پر ایمان لائے بغیر نجات حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔ امید ہے قارئین کرام حضورؑ کی ذیل کی تحریر غور سے مطالعہ فرمائیں گے۔ تحریر یہ ہے۔

" مگر یہ بات کسی ادنےٰ اعقل والے پر بھی پوشیدہ نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے ہمارے اس زمانہ تک تمام اسلامی فرقوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اسلام کی حقیقت یہی ہے کہ جیسا کہ ایک شخص خدائے تعالےٰ کو واحد لا شریک سمجھتا ہے اور اس کی ہستی اور وجود اور وحدانیت پر ایمان لاتا ہے۔ ایسا ہی اس کے لئے ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لائے اور جو کچھ قرآن شریف میں مذکور و مسطور ہے سب پر ایمان رکھے یہی وہ امر ہے جو ابتدا سے مسلمانوں کے ذہن نشین کر دیا گیا ہے اور اسی پر محکم عقیدہ رکھنے کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی جانیں دیں اور کئی صادق مسلمان جو کفار کے ہاتھ میں عہد نبوی میں گرفتار ہو گئے تھے ان کو بار بار یہ فہمائش کی گئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہو جاؤ تو تم ہمارے ہاتھ سے رہائی پاؤ گے لیکن انہوں نے انکار کیا اور اسی راہ میں جان دی۔ یہ باتیں اسلام کے واقعات میں ایسی مشہور

ہیں کہ جو شخص ایک ادنیٰ واقفیت بھی اسلامی تاریخ سے رکھتا ہوگا اس کو ہمارے اس بیان سے انکار نہیں ہوگا۔

اور پھر یہ بھی یاد رہے کہ اگرچہ اسلامی لڑائیاں مدافعت کے طور پر تھیں یعنی ابتدا ان کی کفار کی طرف سے تھی اور کفار عرب اپنے حملوں سے باز نہیں آتے تھے۔ اس خوف سے کہ مبادا دین اسلام جزیرہ عرب میں پھیل جائے اور اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ لڑنے کا حکم ہوا تھا تا مظلوموں کو ان فرعونوں کے ہاتھ سے رہائی بخشیں مگر اس میں بھی کچھ شبہ نہیں کہ پھر بھی اگر کفار کو یہ پیغام دیا جاتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ماننا کچھ ضروری نہیں۔ اور آنجناب صلعم پر ایمان لانا کچھ شرطِ نجات نہیں صرف اپنے طور پر خدا کو واحد لا شریک سمجھو گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکذب اور مخالف اور دشمن رہو اور اس بات کی ضرورت نہیں کہ ان کو اپنا سردار اور پیشوا سمجھ لو تو اس سے اس قدر خوں ریزی کی نوبت نہ آتی۔ بالخصوص یہودی جو خدا کو واحد لا شریک سمجھتے تھے کیا وجہ ہے کہ ان سے لڑائیاں کی گئیں۔ یہاں تک کہ بعض موقعوں میں کئی ہزار یہودی گرفتار کر کے ایک ہی دن میں قتل کئے گئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر صرف توحید نجات کے لئے کافی تھی تو یہودیوں سے خواہ مخواہ لڑائیاں کرنا اور ان میں سے ہزاروں کو قتل کرنا، یہ فعل سراسر ناجائز اور حرام تھا۔ پھر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس فعل کے کیوں مرتکب ہوئے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کا علم نہ تھا۔

اور اگر خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں کو غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ تمام نبی یہی سکھلاتے آئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو واحد لا شریک مانو اور ساتھ اس کے ہماری رسالت پر بھی ایمان لاؤ۔ اسی وجہ سے اسلامی تعلیم کا ان دو فقروں میں خلاصہ تمام

اُمّت کو سکھلایا گیا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط

یہ بھی یاد رہے کہ خدا کے وجود کا پتہ دینے والے اور اس کے واحد لاشریک ہونے کا علم لوگوں کو سکھلانے والے صرف انبیاء علیہم السلام ہیں اور اگر یہ مقدس لوگ دنیا میں نہ آتے تو صراطِ مستقیم کا یقینی طور پر پانا ایک ممتنع اور محال امر تھا۔ اگرچہ زمین و آسمان پر غور کر کے اور ان کی ترتیب ابلغ اور محکم پر نظر ڈال کر ایک صحیح الفطرت اور سلیم العقل انسان دریافت کر سکتا ہے کہ اس کارخانہ پُر حکمت کا بنانیوالا کوئی ضرور ہونا چاہیئے لیکن اس فقرہ میں ضرور ہونا چاہیئے اور اس فقرہ میں کہ واقعی وہ موجود ہے۔ بہت فرق ہے۔ واقعی وجود پر اطلاع دینے والے صرف انبیاء علیہم السلام ہیں جنہوں نے ہزارہا نشانوں اور معجزات سے دنیا پر ثابت کر دکھایا کہ وہ ذات جو مخفی در مخفی اور تمام طاقتوں کی جامع ہے درحقیقت موجود ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اس قدر عقل بھی کہ نظامِ عالم کو دیکھ کر صانعِ حقیقی کی ضرورت محسوس ہو۔ یہ مرتبہ عقل بھی نبوت کی شعاعوں سے ہی مستفیض ہے۔ اگر انبیاء علیہم السّلام کا وجُود نہ ہوتا تو اس قدر عقل بھی کسی کو حاصل نہ ہوتی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگرچہ زمین کے نیچے پانی بھی ہے مگر اس پانی کا بقاء اور وجود آسمانی پانی سے وابستہ ہے جب کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ آسمان سے پانی نہیں برستا تو زمینی پانی بھی خشک ہو جاتے ہیں اور جب آسمان سے پانی برستا ہے تو زمین میں بھی پانی جوش مارتا ہے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے آنے سے عقلیں تیز ہو جاتی ہیں اور عقل جو زمینی پانی ہے اپنی حالت میں ترقی کرتی ہے اور پھر جب ایک مدّت دراز اس بات پر گزرتی ہے کہ کوئی نبی مبعوث نہیں ہوتا تو عقلوں کا زمینی پانی گندہ اور کم ہونا شروع ہو جاتا ہے اور دنیا میں بُت پرستی اور شرک اور ہر ایک قسم کی بدی پھیل جاتی ہے۔ پس جس طرح آنکھ میں ایک روشنی ہے اور وہ باوجود اس روشنی کے پھر بھی آفتاب کی محتاج ہے

اسی طرح دنیا کی عقلیں جو آنکھ سے مشابہ ہیں ہمیشہ آفتاب نبوت کی محتاج رہتی ہیں اور جبھی کہ وہ آفتاب پوشیدہ ہو جاتے ان میں فی الفور کدورت اور تاریکی پیدا ہو جاتی ہے۔ کیا تم صرف آنکھ سے کچھ دیکھ سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح تم بغیر نبوت کی روشنی کے بھی کچھ نہیں دیکھ سکتے۔

پس چونکہ قدیم سے اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے خدا کا شناخت کرنا نبی کے شناخت کرنے سے وابستہ ہے۔ اس لئے یہ خود غیر ممکن اور محال ہے کہ بجز ذریعہ نبی کے توحید مل سکے۔ نبی خدا کی صورت دیکھنے کا آئینہ ہوتا ہے اسی آئینہ کے ذریعہ سے خدا کا چہرہ نظر آتا ہے۔ جب خدا تعالےٰ اپنے تئیں دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے تو نبی کو جو اس کی قدرتوں کا مظہر ہے دنیا میں بھیجتا ہے اور اپنی وحی اس پر نازل کرتا ہے اور اپنی ربوبیت کی طاقتیں اس کے ذریعہ سے دکھلاتا ہے تب دنیا کو پتہ لگتا ہے کہ خدا موجود ہے۔ پس جن لوگوں کا وجود ضروری طور پر خدا کے قدیم قانون ازلی کے رُو سے خدا شناسی کے لئے ذریعہ مقرر ہو چکا ہے ان پر ایمان لانا توحید کی ایک جزو ہے اور بجز اس ایمان کے توحید کامل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ بغیر ان آسمانی نشانوں اور قدرت نما عجائبات کے جو نبی دکھلاتے ہیں اور معرفت تک پہنچاتے ہیں وہ خالص توحید جو چشمہ یقین کامل سے پیدا ہوتی ہے میسّر آسکے۔ یہی ایک قوم ہے جو خدا نما ہے جن کے ذریعہ سے وہ خدا جس کا وجود دقیق در دقیق اور مخفی در مخفی اور غیب الغیب ہے ظاہر ہوتا ہے اور ہمیشہ سے وہ کنز مخفی جس کا نام خدا ہے نبیوں کے ذریعہ سے ہی شناخت کیا گیا ہے۔ ورنہ وہ توحید جو خدا کے نزدیک توحید کہلاتی ہے جس پر عملی رنگ کامل طور پر چڑھا ہوا ہوتا ہے اس کا حاصل ہونا بغیر ذریعہ نبی کے جیسا کہ خلاف عقل ہے ویسا ہی خلاف تجارب سالکین ہے۔

بعض ناوانوں کو جو یہ وہم گزرتا ہے کہ گویا نجات کے لئے صرف توحید کافی ہے نبی پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں گویا وہ روح کو جسم سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں یہ وہم سراسر دل کوری پر مبنی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جب کہ توحید حقیقی کا وجود ہی نبی کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور بغیر اس کے ممتنع اور محال ہے تو وہ بغیر نبی پر ایمان لانے کے میسّر کیونکر آسکتی ہے اور اگر نبی کو جو جڑھ توحید کی ہے۔ ایمان لانے میں علیحدہ کر دیا جائے تو توحید کیونکر قائم رہے گی۔ توحید کا موجب اور توحید کا پیدا کرنے والا اور توحید کا باپ اور توحید کا سرچشمہ اور توحید کا مظہر اتم صرف نبی ہی ہوتا ہے۔ اسی کے ذریعہ سے خدا کا مخفی چہرہ نظر آتا ہے اور پتہ لگتا ہے کہ خدا ہے۔ بات یہ ہے کہ ایک طرف تو حضرت احدیت جلّ شانہ' کی ذات نہایت درجہ استغنا اور بے نیازی میں پڑی ہے۔ اس کو کسی کی ہدایت اور ضلالت کی پرواہ نہیں اور دوسری طرف وہ بالطبع یہ بھی تقاضا فرماتا ہے کہ وہ شناخت کیا جائے اور اُس کی رحمت ازلی سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ پس وہ ایسے دل پر جو اہل زمین کے تمام دلوں میں سے محبت اور قرب اُو سبحانہ' کا حاصل کرنے کے لئے کمال درجہ پر فطری طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور نیز کمال درجہ کی ہمدردی بنی نوع کی اُس کی فطرت میں ہے تجلّی فرماتا ہے اور اس پر اپنی ہستی اور صفات ازلیہ ابدیہ کے انوار ظاہر کرتا ہے اور اس طرح وہ خاص اور اعلےٰ فطرت کا آدمی جس کو دوسرے لفظوں میں نبی کہتے ہیں اس کی طرف کھینچا جاتا ہے پھر وہ نبی بوجہ اس کے کہ ہمدردی بنی نوع کا اُس کے دل میں کمال درجہ پر جوش ہوتا ہے اپنی روحانی توجہات اور تضرع اور انکسار سے یہ چاہتا ہے کہ وہ خدا جو اس پر ظاہر ہُوا ہے دوسرے لوگ بھی اس کو شناخت کریں اور نجات پائیں اور وہ دلی خواہش سے اپنے وجود کی قربانی خدا تعالےٰ کے سامنے

پیش کرتا ہے اور اس تمنا سے کہ لوگ زندہ ہو جائیں کئی موتیں اپنے لئے قبول کر لیتا ہے اور بڑے مجاہدات میں اپنے تئیں ڈالتا ہے جیسا کہ اس آیت میں اشارہ ہے لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۔ (ترجمہ) یعنی کیا تو اس غم میں اپنے تئیں ہلاک کر دے گا کہ یہ کافر لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے تب اگرچہ خدا تعالیٰ مخلوق سے بے نیاز اور مستغنی ہے مگر اس کے دائمی غم اور حزن اور کرب و قلق اور تذلل اور نیستی اور نہایت درجہ کے صدق اور صفا پر نظر کر کے مخلوق کے مستعد دلوں پر اپنے نشانوں کے ساتھ اپنا چہرہ ظاہر کر دیتا ہے اور اس کی پُر جوش دعاؤں کی تحریک سے جو آسمان پر ایک غضب ناک شور ڈالتی ہیں خدا تعالیٰ کے نشان زمین پر بارش کی طرح برستے ہیں اور عظیم الشان خوارق دنیا کے لوگوں کو دکھلائے جاتے ہیں جن سے دنیا دیکھ لیتی ہے کہ خدا ہے اور خدا کا چہرہ نظر آ جاتا ہے لیکن اگر وہ پاک نبی اس قدر دعا اور تضرع اور ابتہال سے خدا کی طرف توجہ نہ کرتا اور خدا کے چہرہ کی چمک دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے اپنی قربانی نہ دیتا اور ہر ایک قدم میں صدہا موتیں قبول نہ کرتا تو خدا کا چہرہ دنیا پر ہرگز ظاہر نہ ہوتا کیونکہ خدا تعالیٰ لے بوجہ استغناء ذاتی کے بے نیاز ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَاللّٰہُ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ اور وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ۔ یعنی خدا تو تمام دنیا سے بے نیاز ہے اور جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں اور ہماری طلب میں کوشش کو انتہا تک پہنچا دیتے ہیں انہیں کے لئے ہمارا یہ قانون قدرت ہے کہ ہم ان کو اپنی راہ دکھلا دیا کرتے ہیں سو خدا کی راہ میں سب سے اوّل قربانی دینے والے نبی ہیں ہر ایک اپنے لئے کوشش کرتا ہے ۔ مگر انبیاء علیہم السلام دوسروں کے لئے کوشش کرتے ہیں لوگ سوتے ہیں اور وہ ان کے لئے جاگتے ہیں اور لوگ ہنستے ہیں اور وہ ان کے لئے

روتے ہیں اور دنیا کی رہائی کے لئے ہر ایک مصیبت کو بخوشی اپنے پر دارد کر لیتے ہیں یہ سب اس لئے کرتے ہیں تا خدا تعالےٰ ایسی تجلی فرماوے کہ لوگوں پر ثابت ہو جائے کہ خدا موجود ہے اور مستعد دلوں پر اس کی ہستی اور اس کی توحید منکشف ہو جائے تاکہ وہ نجات پائیں پس وہ جانی دشمنوں کی ہمدردی میں مرتے رہتے ہیں اور جب انتہا درجہ پر اُن کا درد پہنچتا ہے اور ان کی دردناک آہوں سے جو مخلوق کی رہائی کے لئے ہوتی ہیں آسمان پُر ہو جاتا ہے تب خدا تعالےٰ اپنے چہرہ کی چمک دکھلاتا ہے اور زبردست نشانوں کے ساتھ اپنی ہستی اور اپنی توحید لوگوں پر ظاہر کرتا ہے پس اس میں شک نہیں کہ توحید اور خدا دانی کی متاع رسول ؐ کے دامن سے ہی دنیا کو ملتی ہے بغیر اس کے ہرگز نہیں مل سکتی اور اس امر میں سب سے اعلیٰ نمونہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا کہ ایک قوم جو نجاست پر بیٹھی ہوئی تھی ان کو نجاست سے اٹھا کر گلزار میں پہنچا دیا اور وہ جو روحانی بھوک اور پیاس سے مرنے لگے تھے ان کے آگے روحانی اعلےٰ درجہ کی غذائیں اور شیریں شربت رکھ دیئے ان کو وحشیانہ حالت سے انسان بنایا پھر معمولی انسان سے مہذب انسان بنایا پھر مہذب انسان سے کامل انسان بنایا اور اس قدر ان کے لئے نشان ظاہر کیے کہ اُن کو خدا دکھلا دیا اور ان میں ایسی تبدیلی پیدا کر دی کہ انہوں نے فرشتوں سے ہاتھ جا ملائے یہ تاثیر کسی اور نبی سے اپنی امت کی نسبت ظہور میں نہ آئی کیونکہ اُن کے صحبت یاب ناقص رہے پس میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں ؎ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ

؎ یہ عجیب بات ہے کہ دنیا ختم ہونے کو ہے مگر اس کامل نبیؐ کے فیضان (باقی اگلا صفحہ)

کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبّت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کا دین وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعوےٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اُس کو عطا کیا گیا ہے جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور

کی شعاعیں اب تک ختم نہیں ہوئیں اگر خدا کا کلام قرآن شریف مانع نہ ہوتا تو فقط یہی نبیؐ تھا جس کی نسبت ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ اب تک مع جسم عنصری زندہ آسمان پر موجود ہے کیونکہ ہم اس کی زندگی کے صریح آثار پاتے ہیں۔ اس کا دین زندہ ہے اس کی پیروی کرنے والا زندہ ہو جاتا ہے اور اس کے ذریعہ سے زندہ خدا مل جاتا ہے۔ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ خدا اُس سے اور اس کے دین سے اور اس کے مُحبّ سے محبت کرتا ہے اور یاد رہے کہ درحقیقت وہ زندہ ہے اور آسمان پر سب سے اس کا مقام برتر ہے لیکن یہ جسم عنصری جو فانی ہے یہ نہیں ہے بلکہ ایک اور نورانی جسم کے ساتھ جو لازوال ہے، اپنے خدائے مقتدر کے پاس آسمان پر ہے۔ منہ

مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں۔ اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسّر آیا ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منوّر رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔

وہ لوگ جو اس غلط خیال پر جمے ہوئے ہیں کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے یا مرتد ہو جائے اور توحید پر قائم ہو اور خدا کو واحد لاشریک جانتا ہو وہ بھی نجات پا جائے گا اور ایمان نہ لانے یا مرتد ہونے سے اس کا کچھ بھی حرج نہ ہوگا جیسا کہ عبدالحکیم خان کا مذہب ہے۔ ایسے لوگ درحقیقت توحید کی حقیقت سے ہی بے خبر ہیں۔ ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ یوں تو شیطان بھی خدا تعالے کو واحد لاشریک سمجھتا ہے مگر صرف واحد سمجھنے سے نجات نہیں ہو سکتی بلکہ نجات تو دو امر پر موقوف ہے۔

۱۔ ایک یہ کہ یقین کامل کے ساتھ خدا تعالے کی ہستی اور وحدانیت پر ایمان لاوے۔

۲۔ دوسرے یہ کہ ایسی کامل محبت حضرت احدیّت جل شانہٗ کی اس کے دل میں جاگزین ہو کہ جس کے استیلا اور غلبہ کا یہ نتیجہ ہو کہ خدا تعالے کی اطاعت عین اس کی راحت جان ہو جس کے بغیر وہ جی ہی نہ سکے اور اس کی محبت تمام اغیار کی محبتوں کو پامال اور معدوم کر دے یہی توحید حقیقی ہے۔ کہ بجز متابعت ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ کیوں حاصل نہیں ہو سکتی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کی ذات غیب الغیب اور وراء الورا اور نہایت مخفی واقع ہوئی ہے جس کو عقول انسانیہ محض اپنی طاقت سے دریافت نہیں کر سکتیں اور کوئی برہان

عقلی اس کے وجود پر قطعی دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ عقل کی دوڑ اور سعی صرف اس حد تک ہے کہ اس عالم کی صنعتوں پر نظر کر کے صانع کی ضرورت محسوس کرے مگر ضرورت کا محسوس کرنا اور شئے ہے اور اس درجہ عین الیقین تک پہنچنا کہ جس خدا کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے وہ درحقیقت موجود بھی ہے۔ یہ اور بات ہے اور چونکہ عقل کا طریق ناقص اور ناتمام اور مشتبہ ہے اس لئے ہر ایک فلسفی محض عقل کے ذریعہ سے خدا کو شناخت نہیں کر سکتا۔ بلکہ اکثر ایسے لوگ جو محض عقل کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ کا پتہ لگانا چاہتے ہیں۔ آخر کار دہریہ بن جاتے ہیں اور مصنوعات زمین و آسمان پر غور کرنا کچھ بھی ان کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور خدا تعالےٰ کے کاملوں پر ٹھٹھا اور ہنسی کرتے ہیں اور اور ان کی یہ حجت ہے کہ دنیا میں ہزارہا ایسی چیزیں پائی جاتی ہیں جن کے وجود کا ہم کوئی فائدہ نہیں دیکھتے اور جن میں ہماری عقلی تحقیق سے کوئی ایسی صنعت ثابت نہیں ہوتی جو صانع پر دلالت کرے بلکہ محض لغو اور باطل طور پر ان چیزوں کا وجود پایا جاتا ہے۔ افسوس وہ نادان نہیں جانتے کہ عدم علم سے عدم شئے لازم نہیں آتا۔ اس قسم کے لوگ کئی لاکھ اس زمانہ میں پائے جاتے ہیں جو اپنے تئیں اوّل درجہ کے عقلمند اور فلسفی سمجھتے ہیں اور خدا تعالےٰ کے وجود سے سخت منکر ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ اگر کوئی عقلی دلیل زبردست اُن کو ملتی تو وہ خدا تعالےٰ کے وجود کا انکار نہ کرتے اور اگر وجود باری جلّ شانہٗ پر کوئی برہان یقینی عقلی ان کو ملزم کرتی تو وہ سخت بے حیائی اور ٹھٹھے اور ہنسی کے ساتھ خدا تعالےٰ کے وجود سے منکر نہ ہو جاتے۔ پس کوئی شخص فلسفیوں کی کشتی پر بیٹھ کر طوفانِ شبہات سے نجات نہیں پا سکتا بلکہ ضرور غرق ہوگا اور ہرگز ہرگز شربت توحید خالص اس کو میسّر نہیں آئے گا۔ اب سوچو کہ یہ خیال کس قدر باطل اور

بدبُودار ہے کہ بغیر وسیلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے توحید میسّر آسکتی ہے اور اس سے انسان نجات پا سکتا ہے۔ اے نادانو! جب تک خدا کی ہستی پر یقین کامل نہ ہو اس کی توحید پر کیونکر یقین ہو سکے۔ پس یقیناً سمجھو کہ توحید یقینی محض نبی کے ذریعہ سے ہی مل سکتی ہے جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے دہریوں اور بدمذہبوں کو ہزارہا آسمانی نشان دکھلا کر خدا تعالےٰ کے وجود کا قائل کر دیا اور اب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل پیروی کرنے والے ان نشانوں کو دہریوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ بات یہی سچ ہے کہ جب تک زندہ خدا کی زندہ طاقتیں انسان مشاہدہ نہیں کرتا شیطان اس کے دل میں سے نہیں نکلتا اور نہ سچی توحید اس کے دل میں داخل ہوتی ہے اور نہ یقینی طور پر خدا کی ہستی کا قائل ہو سکتا ہے اور یہ پاک اور کامل توحید صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملتی ہے۔

اور وہ زبردست نشان جو نبی کے ذریعہ سے ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ وہ خدا تعالےٰ کی ہستی اور وحدانیت کو ثابت کرتے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالےٰ کی صفات جمالی اور جلالی کو اکمل اور اتم طور پر ثابت کر کے اس کی عظمت اور محبت دلوں میں بٹھاتے ہیں اور جب ان نشانوں سے جن کی جڑ زبردست اور اقتداری پیشگوئیاں ہیں خدا تعالےٰ کی ہستی اور وحدانیت اور اس کے صفات جمالیہ اور جلالیہ پر یقین آجاتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان خدا تعالےٰ کو اس کی ذات اور جمیع صفات میں واحد لا شریک جانتا ہے اور اس کی خوبیوں اور روحانی حسن و جمال پر نظر ڈال کر اس کی محبت میں کھویا جاتا ہے اور پھر اس کی عظمت اور جلال اور بے نیازی پر نظر ڈال کر اس سے ڈرتا رہتا ہے اور اس طرح پر وہ دن بدن خدا تعالےٰ کی طرف کھنچا جاتا ہے یہاں تک کہ تمام

سفلی تعلقات توڑ کر رُوح محض رہ جاتا ہے اور تمام صحنِ سینہ اس کا محبت الٰہی سے بھر جاتا ہے اور خدا کے وجود کے مشاہدہ سے اس کے وجود پر ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور وہ موت کے بعد ایک نئی زندگی پاتا ہے تب اس فنا کی حالت میں کہا جاتا ہے کہ اس کو توحید حاصل ہو گئی ہے۔ پس جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں وہ کامل توحید جو سرچشمۂ نجات ہے بجز نبی کامل کی پیروی کے حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔

اب اس تقریر سے ظاہر ہے کہ خدا کے رسول کو ماننا توحید کے ماننے کے لئے علّت موجبہ کی طرح ہے اور ان کے باہمی ایسے تعلقات ہیں کہ ایک دوسرے سے جُدا ہو ہی نہیں سکتے اور جو شخص بغیر پیروی رسول کے توحید کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کے پاس صرف ایک خشک ہڈی ہے جس میں مغز نہیں اور اس کے ہاتھ میں محض ایک مُردہ چراغ ہے جس میں روشنی نہیں ہے اور ایسا شخص جو یہ خیال کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص خدا کو واحد لاشریک جانتا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانتا ہو وہ نجات پائے گا یقیناً سمجھو کہ اس کا دل مجذوم ہے اور وہ اندھا ہے اور اس کو توحید کی کچھ بھی خبر نہیں کہ کیا چیز ہے اور ایسی توحید کے اقرار میں شیطان اس سے بہتر ہے۔ کیونکہ اگرچہ شیطان عاصی اور نافرمان ہے لیکن وہ اس بات پر تو یقین رکھتا ہے کہ خدا موجود ہے۔ مگر اس شخص کو تو خدا پر یقین ہی نہیں۔

ے اگر کوئی کہے کہ جس حالت میں شیطان کو خدا تعالےٰ کی ہستی اور وحدانیت پر یقین ہے تو پھر وہ خدا تعالےٰ کی نافرمانی کیوں کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی نافرمانی انسان کی نافرمانی کی طرح نہیں ہے بلکہ وہ اسی عادت پر انسان کی آزمائش کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور یہ ایک راز ہے جس کی تفصیل انسان کو نہیں دی گئی اور انسان کی خاصیت اکثر اور اغلب طور پر یہی ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کی نسبت علم کامل حاصل کرنے سے ہدایت پا لیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماءط

اب خلاصہ کلام یہ کہ جو لوگ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں کہ بغیر اس کے کہ کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے صرف توحید کے اقرار سے اس کی نجات ہو جائے گی ایسے لوگ پوشیدہ مرتد ہیں اور در حقیقت وہ اسلام کے دشمن ہیں اور اپنے لئے ارتداد کی ایک راہ نکالتے ہیں۔ ان کی حمایت کرنا کسی دیندار کا کام نہیں ہے۔

(حقیقت الوحی صفحہ ۱۱۰ تا صفحہ ۱۱۹)

اس بات کو قرآن کریم کی متعدد آیات سے یہ ثابت کرنے کے بعد کہ نجات حاصل کرنے کے لئے تمام رسولوں پر بشمولیت حضرت نبی کریم صلعم ایمان لانا ضروری ہے۔ آخر میں فرماتے ہیں:۔

"پس اس کی توحید محض عقل کے ذریعہ سے غیر ممکن ہے کیونکہ توحید کی حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ انسان آفاقی باطل معبودوں سے کنارہ کرتا ہے یعنی بتوں یا انسانوں یا سورج چاند وغیرہ کی پرستش سے دست کش ہوتا ہے ایسا ہی انفسی باطل معبودوں سے پرہیز کرے یعنی اپنی روحانی، جسمانی طاقتوں پر بھروسہ کرنے سے اور ان کے ذریعہ سے عُجب کی بلا میں گرفتار ہونے سے اپنے تئیں بچاوے پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ بجز ترک خودی اور رسول کا دامن پکڑنے کے توحید کامل حاصل نہیں ہو سکتی اور جو شخص اپنی کسی قوت کو شریک باری ٹھہراتا ہے وہ کیونکر موحّد کہلا سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے جابجا توحید کامل کو پیروی رسول سے وابستہ کیا ہے کیونکہ کامل توحید ایک نئی زندگی ہے اور بجز اس کے نجات حاصل نہیں ہو سکتی جب تک خدا کے رسول کا پیرو ہو کر اپنی سفلی زندگی پر موت وارد نہ کرے علاوہ اس کے قرآن شریف میں بموجب قول ان نادانوں کے تناقض لازم آتا ہے کیونکہ ایک طرف تو جابجا وہ یہ فرماتا ہے کہ بجز ذریعہ رسول توحید

(بقیہ حاشیہ) ہاں جو لوگ شیطانی سرشت رکھتے ہیں وہ اس قاعدہ سے باہر ہیں۔ منہ

حاصل نہیں ہوسکتی اور نہ نجات حاصل ہوسکتی ہے۔ پھر دوسری طرف گویا وہ یہ کہتا ہے کہ حاصل ہوسکتی ہے حالانکہ توحید اور نجات کا آفتاب اور اس کو ظاہر کرنے والا صرف رسول ہی ہوتا ہے۔ اسی کی روشنی سے توحید ظاہر ہوتی ہے پس ایسا تناقض خدا کی کلام کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا۔

بڑی غلطی اس نادان کی یہ ہے کہ اس نے توحید کی حقیقت کو بالکل نہیں سمجھا۔ توحید ایک نور ہے جو آفاقی و انفسی معبودوں کی نفی کے بعد دل میں پیدا ہوتا ہے اور وجود کے ذرہ ذرہ میں سرایت کر جاتا ہے۔ پس وہ بجز خدا اور اس کے رسول کے ذریعہ کے محض اپنی طاقت سے کیونکر حاصل ہوسکتا ہے انسان کا فقط یہ کام ہے کہ اپنی خودی پر موت وارد کرے اور اس شیطانی نخوت کو چھوڑ دے کہ میں علوم میں پرورش یافتہ ہوں اور ایک جاہل کی طرح اپنے تئیں تصور کرے اور دعا میں لگا رہے۔ تب توحید کا نور خدا کی طرف سے اس پر نازل ہوگا اور ایک نئی زندگی اس کو بخشے گا ؎

ص ۱۴۳، ۱۴۴